ہندوستان میں عربی شاعری

توقیر عالم فلاحی
ریسرچ اسکالر، شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

عربی زبان وادب میں شعر و شاعری کی دنیا لالہ زار نظر آتی ہے عہد جاہلیت ہو یا اوائل عہد اسلام، عہد امیہ ہو یا عہد عباسیہ یا پھر عہد اسپین اور عہد جدید، ان تمام ادوار کے تقلب کے ساتھ ہی ساتھ مختلف جہتوں سے شعر و شاعری کے جلوے دکھائی پڑتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ عربی زبان نے خطۂ عرب سے نکل کر پورے مشرق و مغرب کو اپنے جلوں میں لیا۔ اور زبان وادب کی دنیا کو اپنے فیوض و برکات سے مالامال کر دیا۔ عربی زبان کا فیضان عام منثور ادب کے علاوہ منظوم ادب کو محیط ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شاعری نے ہر دور، ہر خطۂ ارض اور ہر شعبۂ زندگی میں فکر و خیال کی دنیا کو بدلا ہے۔

جن دیارِ غیر کو عربی زبان اور ادب کی قدر دانی کا شرف حاصل ہے ان میں ہندوستان کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ہاں یہ صحیح کہ زبان وادب کے فروغ میں ماحول اور مروجہ افکار و خیالات کا اہم رول ہوا کرتا ہے چونکہ ہندوستان میں اسلام خراسان اور ماوراء النہر کے راستوں سے آیا تھا۔ اور ان دونوں علاقوں میں فلسفہ اور منطق کے اثرات غالب تھے اس لیے ہندوستان کی سرزمین نے

نے عربی زبان کو تاخیر سے قبول کیا۔ ہاں ترکوں کے حملوں کے بعد حالات قدرے سازگار ہوئے تو اس طرح عربی زبان کو پھلنے پھولنے اور اثر و رسوخ کا موقع ملا۔

ہندوستان میں قدرے تاخیر سے ہی صحیح عربی نثر اور نظم دونوں پہلوؤں پر توجہات مذکور کی گئیں۔ ہند میں عربی زبان کی تاریخ میں بلاشبہ کچھ ایسے نام بھی ملتے ہیں جنھوں نے الگ الگ نثر اور نظم کو تحقیق کا میدان بنایا لیکن ایسے لوگوں کی فہرست طویل ہے جنھوں نے بیک وقت دونوں پہلوؤں پر توجہ دی اور دیارِ غیر میں کمالِ فن کا مظاہرہ کرکے ہندوستان کی زمین شور کو زرخیز بنادیا۔

شیخ سعد بن سعود سلیمان لاہوری متوفی ۵۱۵ھ تذکرہ نویسوں کے مطابق وہ اول شخص ہیں جنھوں نے ہندوستان میں باضابطہ شاعری کا بیج بویا۔(۱) آپ کی شاعری میں ابن زیدون، ابن ہانی اور ابن خفاجہ جیسے اندلسی شعراء کی جاذبیت و دلکشی ملتی ہے اور ابن عبد ربہ اور لسان الدین الخطیب کے طرز کی متانت اور امراء القیس اور عمرو بن کلثوم کی سی جرأت و بہادری۔ سعد کا یہ شعر ملاحظہ ہو(۲)

ثق بالحسام فانہ میمون   وارکب وقل للنصر کن فیکون

ترجمہ: تلوار پر اعتماد کرو بے شک یہی صاحبِ سعادت ہے اور سوار ہوجاؤ پھر فتح و نصرت سے کہو کہ تو ہوجا تو وہ ہوجائے گی۔

سعد لاہوری کو یقیناً اس کا اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے یہاں شاعری کو متعارف کرایا لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سلسلے میں اولیت کا شرف حاصل کرنے کے باوجود انہوں نے عربی شاعری کی کوئی قابل ذکر تحریک پیدا کردی ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سعد کے بعد تقریباً پونے تین سو سال تک اس پر جمود طاری دیکھتا ہے۔ قاضی عبد المقتدر بن رکن الدین دہلوی المتوفی ۷۹۱ھ نے

صدیوں کے اس سکوت کو توڑا اور پھر عربی شاعری کے تن مردہ میں نئی جان سے ڈال دی۔ آپ کی شاعری میں آخرت کی یاد دہانی۔ جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں سے تنذیر، دنیا کی بے بضاعتی اور قناعت جیسے موضوعات قابل ذکر ہیں۔ عربی زبان و ادب پر آپ کو قدرت حاصل تھی جس کا واضح ثبوت وہ لامیہ قصیدہ ہے جو لامیۃ العرب طغرائی کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس قصیدہ میں جہاں مذکورہ بالا موضوعات نمایاں ہوتے ہیں وہیں قدیم قصیدہ نگاروں کے اسلوب کی تقلید بھی نظر آتی ہے۔ قصیدے کا پہلا شعر قدیم شعراء کے اسلوب کا واضح ترجمان ہے۔ چند اشعار دیکھے جائیں ؎

یا سائق الظعن فی الأسحار والأصل	سلم علی دار سلمی وابک ثم سل
یا طالب الجاہ فی الدنیا یکون غداً	علی شفا حفرۃ النیران والشعل
یا طالب الفوز فی العقبی بلا عمل	ھل تنفعنک فیھا کثرۃ الأمل
یا من تطاول فی البنیان معتمداً	علی القصور وخفض العیش والطول
لأنت فی غفلۃ والموت فی أثرہ	یعدو وفی یدہ مستحکم الطول
إقنع من العیش بالادنی وکن ملکاً	ان القناعۃ کنز عنک لم یزل (۳)

ترجمہ :- اے صبح و شام اونٹنی کے ہانکنے والے سلمیٰ کی قبر پر جا کر میرا سلام کہنا۔ اور رونا پھر کچھ پوچھنا۔

اے دنیا کی جاہ و حشمت کے طلبگار کل تو آگ اور شعلوں کے گڑھے کے کنارے ہوگا۔

اے بے عمل آخرت میں سرخروئی کے طالب کیا آخرت کے سلسلے میں (محض) بہت ساری امیدیں ہی تمہارے لیے سود مند ہوں گی۔

اے محلات و قصور اور عیش و عشرت کے بھروسے عمارتوں کی تعمیر میں)

ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے والے شخص تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو حالانکہ موت اپنے ہاتھوں میں مضبوط رسی لے کر تمہارا تعاقب کر رہی ہے۔

تم زندگی گذارنے کے لیے تھوڑی سی چیز پر قناعت کرکے بادشاہ بن جاؤ یقیناً قناعت تمہارے لیے لازوال دولت ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اگرچہ اصلاح و تجدید کے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیے، لیکن ان کی اصلاحی یا تجدیدی کاوشوں کا سرمایہ جہاں فارسی زبان میں ہے وہیں عربی زبان و ادب میں بھی نمایاں ہے۔ فصاحت و بلاغت ان کے رگ و پے میں سرایت تھی۔ یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ معاصرین کے مقابلے میں انہیں اس معاملے میں تقدم و پیشوائی کا شرف حاصل تھا مولانا عبدالحیٔ الحسنی نے ہندوستان میں عربی ادب پر بحث کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے:

"ومنہم الشیخ الاجل ولی اللہ بن عبد الرحیم الدھلوی الذی اکرمہ اللہ تعالیٰ بالفصاحۃ فی اللغۃ العربیۃ دون کثیر من المولدین وغیرہم۔ اذا سمعت من لفظہ الرقیق المعرب البدیع خیل الیک کانما ھو رجل نشأ ببادیۃ من علیاء ھوازن او کانما ادبتہ امرأۃ من سفلی بنی تمیم۔ (۲۸)

ترجمہ۔ انہیں (فرزندان ادب) میں شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی ہیں جنھیں بہترے مولدین اور دوسرے شعراء کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں فصاحت و بلاغت کی نعمت سے نوازا تھا۔ جب تم ان کے آسان و خوشگوار، فصیح اور انوکھے الفاظ سنوگے تو تمہیں ایسے معلوم ہوگا گویا کہ انہوں نے بنو ہوازن کے بالائی حصے کے کسی دیہات میں پرورش پائی ہو یا بنو تمیم کے نشیبی علاقے کی کسی عورت نے انہیں آغوشِ تربیت میں لیا ہو۔

شاہ صاحب دہلوی کو بلاشبہ عالم اسلام میں نثری ادب پر مشتمل فکری اثاثہ اور شب و روز کے عملی جہاد سے شہرت حاصل ہے لیکن عربی زبان و ادب میں حجۃ اللہ البالغۃ جیسی اکثر شاہکار زمانہ تصنیف کے مالک ہیں تو دوسری طرف شعر و شاعری بھی وہ وصف ہے جو شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ادیبانہ شخصیت کے خاکے میں رنگ بھرتا ہے اور اس تجزیے میں صداقت نظر آتی ہے کہ ہندوستانی شعراء میں شاہ صاحب کی شخصیت کے اس پہلو کو زیر بحث لائے بغیر ہندوستان کی عربی شاعری کا مطالعہ تشنہ رہے گا۔ شاہ صاحب کے دیوان کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں جن میں شاہ صاحبؒ کے حب رسول کے ساتھ ہی ساتھ ان کا شاعرانہ ذوق ناطق نظر آتا ہے ؎

تطلبت ھل من ناصر أو مساعد — الوذ بہ من سوء خوف العواقب
فلست أری الا الحبیب محمدا — رسول الہ الخلق جم المناقب
ومعتصم المکروب فی کل غمرۃ — ومنتجع الغفران من کل حائب
ملاذ عباد اللہ ملجأ خوفھم — اذا جاء یوم فیہ شیب الذوائب (۵)

ترجمہ: میں نے ڈھونڈا کہ کیا کوئی ایسا ناصر و مددگار ہے جس کی میں نتائج کے خوف کی برائی سے پناہ حاصل کروں۔

بس میں نے محمدؐ کے علاوہ کسی کو اپنا دوست نہیں پایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوقات کے معبود کے پیغمبر ہیں اور جو تمام طرح کی خصوصیات و فضائل کا مجموعہ ہیں۔

وہ ہر مصیبت میں دکھیاروں کی جائے پناہ ہیں اور خوف زدہ کے لیے عفو و درگذر کا سرچشمہ قیامت کی وحشتناکیوں اللہ کے بندوں کی پناہ گاہ اور ان کے خوف و ہراس کے عالم میں جائے حفظ و امان ہوں گے۔

غلام علی آزاد بلگرامی ہندوستانی شعراء کے صف اول میں شمار ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا علماء اور ادباء کے ادبی کارناموں کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاتا کہ عربی، سنسکرت اور فارسی تینوں زبانوں میں مہارت تامہ رکھنے کی بناء پر غلام علی آزاد بلگرامی کی ادبی خدمات کہیں زیادہ ہیں۔ نواب صدیق حسن خاں کے بقول (۶) بلگرامیؒ ایک فقیہ، محدث اور نمایاں ادیب تھے۔ السبعۃ السیارۃ وغیرہ میں ان کے تمام اشعار کی تعداد گیارہ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ ہندوستان کے حسّان ہیں۔ انہوں نے شاعری کی زبان کو مدحت رسول کا لبادہ پہنایا اور اس میں ایسے نادر معانی پیدا کیے جو کسی بھی ممتاز شاعر کے حصّے میں نہیں آئے۔ غزل گوئی میں ان کا خاص اسلوب ہے جس تک دوسرے اصحاب فن کی رسائی بمشکل ہی ہوتی ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ آزاد بلگرامی اور باقر آگاہ کی عربی تحریریں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی حجۃ اللہ البالغۃ کے معیار سے پست ہیں۔ اس لیے عربی ادب میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں ہوا۔ (۷) یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ حجۃ اللہ البالغۃ شاہ صاحب محدّث دہلوی کی ایک موقر تصنیف ہے جس کے اندر شرعی امور و مسائل پر شرح و بسط سے گفتگو کے ساتھ ساتھ اعلیٰ ادب کا جوہر بھی نمایاں ہے لیکن اس سے دوسری شخصیات کی خدمات اور کارناموں کی کم مائیگی اور بے وقعتی پر استشہاد بجا نہیں معلوم ہوتا۔ جہاں تک آزاد بلگرامی کی بات ہے سبحۃ المرجان، مظہر البرکات، ضوء الدراری شرح صحیح البخاری، شفاء العلیل اور الدواوین السبعۃ وغیرہ میں آپ کی ادیبانہ شخصیت کے مختلف جلوے نظر آتے ہیں۔ اور تمام ادبی کارناموں سے قطع نظر اگر گیارہ ہزار اشعار پر مشتمل السبعۃ السیارۃ کے مختلف موضوعات و شمولات کو

غیر جانبدارانہ دیکھا جائے تو اس اعتراف حقیقت سے گریز کی نوبت نہیں آتی کہ ہندوستان میں عربی شاعری کی تاریخ بلگرامی کے ذکر کے بغیر تشنۂ تکمیل رہے گی۔

آزاد بلگرامی کی شاعری میں مدحت رسول کا ہی وہ درخشاں پہلو ہے جس کی بناء پر علمائے مکہ معظمہ نے آپ کو حسان الہند کا خطاب دیا۔(۸) بلگرامی کے گنجینۂ اشعار سے مدحیہ قصیدہ کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں

من ای ناحیۃ مجیئک یا صبا ۔۔۔ ان جئت من وادی العقیق فمرحبا

انا یا نسیم علیٰ نوالک شاکرٌ ۔۔۔ شرفتنی متفضلا مجتبیاً

ھو افضل الرسل الکرام جمیعھم ۔۔۔ واجلھم قدراً وارفع منصباً

ھو صاحب التبلیغ اوتی حکمۃ ۔۔۔ اتی اولی الالباب دینا اصوبا (۹)

ترجمہ:۔ اے باد صبا تو کس سمت سے آئی ہے۔ اگر تیری آمد وادی عتیق کی جانب سے ہے تو خوش آمدید۔

اے نسیم صبا! تیری نوازش پر میں مشکور ہوں۔ تو نے مہربانی کر کے اور مجھ پر اپنی نظر انتخاب ڈال کر مجھے شرف یاب کیا ہے۔

آپ کو تمام ہی معزز رسولوں میں افضلیت کا مقام حاصل ہے اور قدر و منزلت اور جاہ و منصب کے اعتبار سے سب میں نمایاں اور برتر ہیں۔

آپ دعوت و تبلیغ کے ایسے علمبردار ہیں جسے حکمت کی دولت سے نوازا گیا ہو۔ آپ نے عقل و سمجھ والوں کو دین برحق کا عطیہ دیا۔

آزاد شاعری میں غزل گوئی کو بھی بعض خصوصیات کی بناء پر کم از کم ہندوستانی شعراء میں تقدم کا شرف حاصل ہے۔ عشق و عاشقی کے نشیب و فراز اور ہجر و وصال کے احوال و کوائف کی جو تصویر کشی آزاد کی شاعری میں ملتی ہے

وہ آزاد کی شاعری کا بڑی نشان امتیاز ہے۔(۱) عاشق و معشوق کے مابین ہجر و وصال کی سنگینی و لذت آزاد کے ان شعروں میں نمایاں ہے ؎

عشأن المحب عجیبٌ فی صبابتہٖ — الہجر یقتلہ والوصل یحییہٖ
لولاہ ماشاقہٗ عرف الصبا سحراً — ولم یکن بارق الظلماء یشجیہٖ

ترجمہ:۔ عاشق کا حال حالت عشق میں عجیب ہوتا ہے۔ فراق اسے مار ڈالتا ہے اور وصال اسے زندہ رکھتا ہے۔

اگر ایسا نہ ہو تو صبح کے وقت باد صبا کی خوشبو اس پر شاق نہ گذرے اور نہ تاریکیوں کی کرن غمزدہ و محزون بنائے۔

شیخ سعد بن مسعود لاہوری، قاضی عبد المقتدر دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور غلام علی آزاد بلگرامی کے علاوہ شیخ عبد الرحیم، عبد الجلیل بلگرامی، انور شاہ کشمیری، شیخ باقر، فضل حق خیرآبادی، اور عباس چریاکوٹی وغیرہم ہند کے عربی ادب کی وہ ممتاز ترین ہستیاں ہیں جنھوں نے منثور ادب کے علاوہ منظوم ادب کو اپنی فکری اور فنی کاوشوں کا نذرانہ پیش کرکے ہندوستان کی عربی شاعری کو مالامال کردیا ہے۔

مراجع وحواشی

---

(۱) عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتب)۔ ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات۔ ص ۱۴۲۔ دسمبر ۱۹۸۶ء۔ دہلی، اگرچہ بعض نے ہارون بن موسیٰ ملتانی کو عربی کا پہلا ہندوستانی شاعر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو معارف۔ جولائی ۱۹۶۸ء ص ۷۰

(۲) عبد الحیٔ الحسنی۔ الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند ص ۴۴ ۱۹۸۵ء۔ دمشق۔

(۳) ایضاً ایضاً ۴۴۔

(۴) ایضاً ایضاً ایضاً ۴۴

(۵) ایضاً ایضاً ایضاً ۴۶

(۶) نظر ۃ السکران بحوالۂ ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات ۔ عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتب) ص ۱۴۲

(۷) محمد مرتضیٰ ۔ مولوی محمد باقر آگاہ ص ۸ ۔ حیدرآباد دکن ۔

(۸) مقدمۂ دیوان عربی "السبع السیارۃ" ص ۳ ۔ طبع لکھنؤ ۔

(۹) مختار دیوان آزاد ۔ ص ۷ ، ۸ ۔ لکھنؤ ۔

(۱۰) عماد الحسن آزاد فاروقی (مرتب) ہندوستان میں اسلامی علوم وادبیات ص ۔